مگر اس کے لیے ہم وقت کی چلتی ہوئی بیماریوں سے الگ رہ کر دوسرے طریقے اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

سوال:- ہمارے ہاں ہر سال ربیع الاول میں یکم سے بارہویں تاریخ تک مسجد میں درود وصلوٰۃ کی تسبیح ہوتی ہے اور بارہویں تاریخ کو عید میلاد کے سلسلہ میں جلوس نکالے جاتے ہیں اور جلسے منعقد ہوتے ہیں جن کی صدارت عموماً کسی بڑے بزرگ کو دی جاتی ہے۔ جلسوں میں آنحضور کی سیرت و سوانح پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس تقریب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:- اس پورے ہنگامہ میں اگر کوئی چیز قابل برداشت ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ آنحضور کی سیرت کے متعلق عوام کو کچھ معلومات فراہم کر دی جاتی ہیں، مگر یہ چیز بھی قابل برداشت کی حد سے آگے نہیں جا سکتی کیونکہ یہ تبلیغی خدمت جس فضول نمائشی اور رسمی ماحول میں جن غیر شرعی حرکات کے ساتھ انجام دی جاتی ہے، وہ اسے نتیجہ کے لحاظ سے بالکل بے معنی بنا دیتی ہیں۔ مزید براں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو بیان کرنے کے لیے وہ طریقے اختیار کرنا جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پسند اور آپ کی تعلیم کے خلاف ہوں، ایک ایسی ستم ظریفی بلکہ بدتمیزی ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ یہ لوگ جس ذات پاک کا ذکر جھوم جھوم کر کرتے ہیں اس کے طریقہ سے زیادہ غیر محبوب طریقہ ان کے نزدیک کوئی نہیں ہے اور انھیں خاص اس کے ذکر کی مجلس میں بھی اس کے طریقہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

عذرِ مجبوری کے ساتھ غیر اللہ کی بندگی

سوال:- ایک شخص غیر اللہ مثلاً بادشاہ یا حکومت باطلہ کی اطاعت کرتا ہے اور اعتقاداً بھی اسی کو حق سمجھتا ہے۔ اور اس فعل پر مجبوری کا عذر پیش کرتا ہے۔ دوسرا شخص ہے کہ اعتقاداً تو اس کی بندگی نہیں کرتا لیکن عملاً اس کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لیے مجبوری کا عذر پیش کرتا ہے۔ کیا ان دونوں کے عمل میں کوئی تفریق کی جا سکتی ہے؟

آپ کی تفسیر الٰہ و رب کے لحاظ سے تو دونوں ایک ہی درجے میں ہوئے، حالانکہ دونوں میں بعد المشرقین ہے۔

جواب:- میں اپنے مضامین میں کئی جگہ اس بات کو واضح کر چکا ہوں کہ تمام انسان حسب ذیل چار طبقوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

۱- مومن بالغیر و مسلم للغیر۔ یعنی جو غیر اللہ کو مطاع برحق اور ماخذِ امر اعتقاداً بھی مانتے ہیں اور عملاً اس کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔ یہ مکمل کافر ہیں۔

ب- مومن بالغیر و مسلم للہ۔ یہ پوزیشن ذمیوں کی اور ایک حد تک منافقوں کی ہے۔

ج- مومن باللہ و مسلم للغیر۔ یعنی اللہ کو اعتقاداً مطاع برحق ماننے والے مگر عملاً غیر اللہ کی اطاعت و بندگی بجا لانے والے۔ یہ پوزیشن ان لوگوں کی ہے جن کا مسئلہ آپ نے دریافت کیا ہے۔ اس حالت میں اگر مسلمان مبتلا ہو جائے تو اسے اس پر راضی ہونا چاہیے نہ مطمئن رہنا چاہیے بلکہ اس کا فرض ہے کہ یا تو اس حالت کو بدلنے کی کوشش کرے یا اس سے نکل جائے۔

د- مومن باللہ و مسلم للہ۔ یہی اصلی مسلمانوں کی پوزیشن ہے اور قرآن کی دعوت تمام انسانوں کو یہی ہے کہ وہ یہی پوزیشن اختیار کرنے کی سعی کریں۔ اس پوزیشن میں کوئی رخنہ اس وجہ سے واقع نہ ہوگا کہ کوئی شخص کسی غیر مسلم نظام میں مجبوراً اپنی کسی کوتاہی سے نہیں بلکہ حالات کے جبر سے گرفتار ہو جائے جس طرح کہ مکہ میں مسلمان تھے یا جس طرح بہت سے صحابہ کرام کفار کے ہاتھوں اسیر ہوئے یا جیسا کہ اکثر انبیاء کا حال رہا ہے جو نظام کفر ہی میں پیدا ہوئے۔ اس طرح کی مجبورانہ گرفتاری کا اسلام غیر اللہ کی تعریف میں نہیں آتی کیونکہ اول تو یہ چیز ان کی اختیار کردہ یا قبول کردہ نہ تھی بلکہ ان پر مسلط شدہ تھی۔ دوسرے جب کوئی شخص مومن باللہ و کافر بالغیر ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ جس نے اپنی حد تک مسلم للہ ہونے اور عاصی للغیر ہونے میں بھی کوئی کسر اٹھا رکھی ہو اس پر مسلم للغیر ہونے کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

ہاں یہ بات یقینی ہے کہ طبقہ ج کی پوزیشن طبقہ ا و ب کے لوگوں سے بالکل مختلف ہے۔ مومن باللہ و مسلم للغیر مشرک اور کافر ہرگز نہیں ہیں لیکن اگر وہ اس حالت پر راضی ہیں یا اسے بدلنے یا اس سے نکلنے کی امکانی سعی نہیں کرتے تو سخت گناہ گار ہیں، ایسے گناہ گار کہ ان کی ساری زندگی گناہ ہی گناہ بن کر رہ جاتی ہے۔